

سید و فیسر نجیب اللہ طارق
فاضل مدینہ یونیورسٹی مدرس جامعہ مدینہ

اسوۃ حسنہ اور علماء کی ذمہ داریاں

اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت کیلئے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے اور رسولوں پر کتب اور صحیفے نازل کئے۔ تاکہ انسان اللہ کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اور رسولوں کی زندگیوں کو لوگوں کیلئے نمونہ قرار دیا۔ قرآن مجید میں بطور خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ کی زندگی کو اسوۃ حسنہ قرار دیا۔

زندگی سے راہ نما خطوط مہیا ہو سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے نبی آخری نبی ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے ان پہ نازل کردہ کتاب اور خود ان کے اسوۃ حسنہ کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ قرار دیا اور پھر جو لوگ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور نبی مکرم ﷺ کی زندگی کے افعال و اقوال کو یاد کرتے ہیں۔ اور دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان کو نبی علیہ السلام نے اپنا وراثت آگئی ہے۔

انبیاء اور رسل کی زندگیوں کا عملی پہلو سب سے نمایاں ہوتا ہے۔ یعنی جس چیز کی طرف وہ دعوت عمل دیتے ہیں سب سے پہلے وہ خود اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یعنی قول و عمل کی ہم آہنگی ہے اور اسی کو نبیوں نے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اسی چیز کو عوام کے سامنے پیش کیا:

ہمارے نبی جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں ان کی زندگی تمام شعبہ ہائے زندگی پہ محیط ہے۔ جامعیت اور اکملیت کے لحاظ سے بھی یکتا ہے۔ اس لحاظ سے کوئی شخص کسی بھی شعبہ زندگی سے تعلق رکھتا ہو اس کے لئے حضور کی زندگی سے راہ نما خطوط مہیا ہو سکتے ہیں

ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اور نبی آخر الزمان ﷺ کے بارہ میں ارشاد فرمایا لقد کان اللہ اسوۃ حسنۃ۔ ہمارے نبی جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں ان کی زندگی تمام شعبہ ہائے زندگی پہ محیط ہے۔ جامعیت اور اکملیت کے لحاظ سے بھی یکتا ہے۔ اس لحاظ سے کوئی شخص کسی بھی شعبہ زندگی سے تعلق رکھتا ہو اس کے لئے حضور کی

وارث قرار دیا۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے۔

العلماء ورثة الانبیاء اس لحاظ سے علماء انبیاء کے وارث ٹھہرے۔ لہذا علماء کیلئے ضروری ہے کہ حضور کے اسوۃ حسنہ پہ زیادہ سختی سے عمل کریں موجودہ دور میں اگر علماء اسوۃ حسنہ پر مزید سختی سے عمل پیرا ہوں تو دنیا میں اسلام کا غلبہ ہو سکتا ہے اس سلسلہ میں علماء کی ذمہ داریاں اور زیادہ ہو گئی ہیں۔ مگر افسوس علماء میں عوام کی طرح تساہل اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہیں ایک کام سے منع کروں پھر خود اس کو کرنے لگوں میں تو حسب استطاعت تمہاری اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ اس طرح نبی علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ کی زندگی کا عملی پہلو تبلیغ اسلام کا سب سے بڑا ہتھیار نظر آتا ہے۔ چنانچہ علماء کے مواعظ اور تقاریر اس وقت تک کارآمد نہیں ہو سکتے جب تک ان کے اعمال ان کے اقوال کے مطابق نہ ہوں۔

اس سلسلہ میں نبی علیہ السلام کی زندگی کی سادگی اور تقویٰ ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے۔ بلکہ اگر ہم نبی علیہ السلام کی زندگی اور اپنی اور علماء کی رنگینیوں کا محاسبہ کریں تو ہمیں بعد الشرفین نظر آئے گا۔ اس سلسلہ میں امانت و صداقت وہ صفات ہیں جو آج عبقاق ہو رہی ہیں۔ دنیا دار اور مادہ پرست لوگوں کی زندگیوں میں تو یہ عنقا تھا ہی اب علماء بھی ان صفات سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری تقاریر اور خطابات بے اثر ہو رہے ہیں عوام الناس اور خاص کر علماء کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

دوسری اہم بات جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ قرآن و حدیث کی تعلیم کا اہتمام جہاں تک مدارس جامعات دینیہ کا تعلق ہے علماء کسی نہ کسی حد تک یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ مگر محلوں کی مساجد کی اور دیگر اداروں یا دیہات میں عوامی سطح پر کام کا تعلق ہے۔ یہ تقریباً مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ علماء مختلف جلسوں، کانفرنسوں میں موجود ہوں تو یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔ مگر مساجد اور دیگر اداروں میں پہنچ کر باقاعدہ قرآن کے ترجمہ اور تفسیر کے اسباق شروع کرنے میں بہت سستی کی جا رہی ہے۔ آخر علماء مساجد میں پانچ وقت نماز تو ادا کرتے ہیں تو پھر وہاں تعلیم و تربیت اور ترجمہ و تفسیر کی کلاس کیوں شروع نہیں کرتے۔

محترم علماء کرام اگر آپ باقاعدہ کسی نہ کسی مسجد ادارے یا محلے میں قرآن و حدیث کی کلاسیں شروع نہیں کر رہے تو آپ اللہ کے ہاں جواب دہ ہیں۔ کیا ہماری ذمہ داری صرف یہی ہے کہ پانچ

گھنٹے پڑھا لیا اور بس۔ اور ہم جس ہستی کی جانشینی کا دعویٰ کرتے ہیں کیا وہ بھی صرف پانچ گھنٹے پڑھا کر اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جاتے تھے یا پھر ہم صرف اس مسجد میں درس دینے جاتے ہیں جہاں کی انتظامیہ ہمیں باقاعدہ بلائے کہ جناب حضرت صاحب فلاں تاریخ کو آپ کا درس ہے۔ کیا نبی علیہ السلام کی تبلیغ و تعلیم اور تربیت کا انداز یہی تھا یا آپ بنات خود بغیر بلائے مختلف مقامات پہ جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ اور ان ان مقامات پر بھی جاتے تھے جہاں آپ کے ساتھ انتہائی برا سلوک بھی ہوتا تھا ہم تو حکمت و دانائی کی آڑ میں رش اور بھیڑ کے مقامات پر تبلیغ نہیں کرتے کہ یہاں لوگ خرید و فروخت یا دیگر کاموں میں مشغول ہیں۔ ہماری کون سنے گا۔ ویسے بھی شرم آتی ہے اور ہمیں اچھا بھی نہیں لگتا۔ جبکہ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ السلام میلوں، سڑکوں، منڈیوں، بازاروں اور گلیوں میں بھی تبلیغ کرتے تھے۔ مگر آپ ﷺ انتہائی وضع دار اور شرمیلے ہونے کے باوجود بھی یہ سب کچھ کرتے تھے۔

دوسری اہم بات، جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ موقع محل کے مطابق گفتگو کرنا ہے۔ شادی کے موقع پر نبی علیہ السلام بچیوں کے اشعار سن کر انکی اصلاح فرماتے ہیں۔ اور جنازہ میں اپنے آنسوؤں کے گرنے کی وجہ رحمت قرار دیتے ہیں۔ لوگوں کی محافل میں موقع کے مطابق گفتگو کرنی چاہئے اور علماء کو سوچنا چاہئے کہ جس مجمع میں بات کرنے جا رہا ہوں وہ مجھ سے کیا سننا چاہتے ہیں اور مجھے کیا سنانا چاہئے۔

میں دینی میں ایک دفعہ حبیب بینک گیا وہاں ایک موصوف صاحب فاتحہ خلف الامام کے مسئلے پر زور دار مدلل انداز میں گفتگو فرما رہے تھے۔ ان کا موقف سو فیصد درست تھا جس سے وہ بحث کر رہے تھے وہ بھی یہی بحث کر رہا تھا مگر بینک میں موجود دوسرے احباب ہنس رہے تھے۔ مولانا کو چاہئے تھا کہ ان کو مسجد میں لیجاتے یا اپنے یا اسکے گھر میں چلے جاتے یہ ایک معمول کا واقعہ ہے مگر اس سے بعض علماء کی کوتاہ اندیشی واضح ہوتی ہے۔

اس مقام پہ علماء سے ایک درخواست کرنی ہے کہ بعض اصلاحات مدارس کتب دینیہ میں بکثرت استعمال ہوتی ہیں جبکہ عوام الناس کو انکا بالکل علم نہیں ہوتا۔ لہذا ان اصطلاحات کو سہل الفاظ میں بیان کرنے سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ مشکل اور ثقیل الفاظ سے ہمارے علم اور وسعت مطالعہ کا تو چرچا ہو سکتا ہے بلکہ ہماری دھاک بیٹھ سکتی ہے مگر یاد رہے یہ اثر پذیری سے خالی ہوگی۔ صحیح بخاری کا سبق جس میں صرف آخری کلاس کے طلباء ہوں چلو وہاں تو معتزلہ، جہمیہ، قدریہ، مرجہ کا تذکرہ فائدہ مند ہوگا یا لفظ قسطاس کی لغوی تشریح یا وزن اعمال کی علمی تشریح طلباء کیلئے تو بیان ہونی چاہئے مگر جب اختتام صحیح بخاری کا عوامی پروگرام ہو اس میں علم کلام اور لغوی تشریح بھلا کس کام کی؟

اسی طرح خالص علمی موضوعات پہ خطبات جمعہ دینا اس سے صرف اور صرف عوام الناس کے ذہن پریشان ہو سکتے ہیں وہ ان مسائل کو سمجھ نہیں سکتے۔